

مگزائے کار و مدار دنیا پر ہے۔ ان دونوں کا آپس میں ارتباط ہے۔ یہ تصور غلط ہے کہ دنیا کا تعلق آخرت سے نہیں اور آخرت کا تعلق دنیا سے نہیں۔ مالک الملک نے دنیا میں رہنے کے تمام طور و طریقے بتلا دیئے اسی طرح پیغمبر انقلاب ﷺ نے قدم قدم پر دنیا میں رہنے کے ڈھنگ بتلاتے ہوئے خوب وضاحت فرمائی کہ دنیا میں عیش و آرام سے زندگی بسر کرو اتنا کم کہ خود کھا کر اوروں کو بھی کھلا سکو۔ مگر دنیا میں اس قدر منہبک ہونے سے منع فرمایا کہ موت کو بھول جاؤ۔

اسلام میں رہبانیت کی گنجائش نہیں:

اسلام افراط و تفریط سے خالی ایک ایسا جامع اور ہر دور میں قابل عمل مذہب ہے جس میں نہ یہ تصور ہے کہ سرے سے دنیا کی کوئی حقیقت ہی نہیں بس ایک گزرگاہ ہے۔ جیسے ویسے بھی ہو یہ قلیل عرصہ گزرا جائے۔ چاہے دوسرے کے دروازہ پر دستک دے کر بھیک مانگنے پر گزراہ کیوں نہ کیا جائے۔ دنیا کی نعمتوں سے جائز فائدہ حاصل کرنا اپنے آپ پر شجر ممنوعہ قرار دے کر یہ نظریہ لے کر بیٹھ جائیں کہ بس آخرت میں پہنچ جائیں گے۔ دنیا میں زندگی کے بارہ میں یہ تصور ”رہبانیت“ ہے جو بقول آنحضرت ﷺ ”لا رہبانۃ فی الاسلام“ اسلام میں ترک دنیا یعنی رہبانیت کا قطعاً جواز نہیں۔ رب کائنات کے احکامات اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا نچوڑ یہی ہے کہ اسلام کے دعویدار آپ کی آخرت اسی دنیا پر موقوف ہے جو اعمال و افعال یہاں ادا کر دے۔ آخرت کے خیر و شر کا نتیجہ انہی اعمال سے نکلے گا۔

نیت کی اہمیت:

اصلی چیز انسان کی نیت ہے دنیاوی عمل میں نیت اتباع نبوی ہو تو یہی دینی عمل سے آخرت میں کامیابی حاصل ہوگی۔ دنیا میں ہر انسان کے زندہ رہنے کا دار و مدار کھانے پر ہے ہر کوئی کھاتا پیتا ہے مگر جس نے کھانا اس نیت سے کھایا کہ بدن میں غذا داخل ہوتا کہ قوت حاصل ہونے پر عبادت صحیح طریقہ سے ادا کر سکوں یہی دینی عمل عبادت و ذخیرہ عقبی بن گیا۔ جس نے یہ نیت نہ کی بھوک تو اس کی بھی ختم ہوئی اور ہر حیوان اپنے اپنے انداز اور مناسبت سے کھاتا پیتا ہے لیکن اس حیوان کا کھانا نہ عبادت بنتا ہے اور نہ آخرت میں اجر و ثواب کا باعث۔ اگر ایک مسلمان نے یتیم کے سر پر شفقت و محبت سے ہاتھ اس نیت سے رکھا کہ ہمارے آقا اور رہبر انسانیت کا ارشاد ہے کہ جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ اس انداز سے رکھا تو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئے ہر بال کے عوض نیکی اس کے حسنت کے رجسٹر میں لکھی جائے گی۔ یہی دینی عمل نیت کی درستی کی وجہ سے ذخیرہ آخرت بن گیا۔

دنیا خادم ہے مخدوم نہیں:

ذہن میں آنکھوں کے سامنے ہر وقت یہ ارشاد ملحوظ رہتا ہے کہ ان الدنیا خلقت لکم والتم خلقکم للآخرة۔ ”دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔“

غیر مسلم اور مسلم کا فرق یہ ہے کہ مسلمان کا مقصد دنیا کی خدمت نہیں بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر دنیا کی خدمت ہے۔

یاد کرو! مامورات پر عمل اور منکرات سے بچتے رہو یہ نہیں کہ دنیا کو خندہ دم جان کر خدا کی یاد سے بالکل غافل اور آخرت کو بھول جاؤ! ہر قسم کی جائز اور حلال روزی کمانے کی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس دوران دل خوفِ خدا سے معمور ہو! خندہ دم کو خندہ دم سمجھ کر اپنے خالقِ حقیقی اور مالک سے غافل رہتا ہے۔ مسلمان دنیا کا استعمال اللہ کی مرضیات کیلئے کرتا ہے اور نہ ہی دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا۔

دنیا آخرت کا وسیلہ ہے

بات طویل ہوگئی، بہر حال یہ دنیا دار العمل اور امتحان گاہ ہے دنیا آخرت کا وسیلہ ہے۔ قرآن میں اسی دنیا کی تعریف بھی کی گئی اور مذمت بھی۔ ارشاد باری ہے ”انما اموالکم واولادکم فتنہ“ تمہاری اولاد اور اموال تمہارے لئے آزمائش ہیں۔ اگر ان کی تربیت، کمائی اور استعمال شریعت کے مطابق تو نجات ہی نجات اور اگر غیر شرعی انداز اختیار کیا تو دنیا و آخرت کی ناکامی۔ ایک اور مقام پر حضور ﷺ کا ارشاد: نعم المال الصالح للرجل الصالح ترجمہ: ”ایک نیک انسان کا اچھا مال اس کی بہترین کمائی اور مال ہے۔“

جس جگہ اولاد کی تربیت رضائے خداوندی کے مطابق نہ ہو اور مال میں جائز و ناجائز کی تمیز نہ ہو وہ قابلِ مذمت اور جہاں خدا کی رضا مطلوب ہو وہ مال بھی مبارک اور جس اولاد کی تربیت شرعی انداز سے ہو وہ اولاد بھی تعریف کی مستحق اور والدین و سرپرست بھی داد و تحسین کے حقدار۔

اعمالِ صالحہ کا کھاتہ:

لیکن یہ بات یاد رکھیں ان تمام اعمال و کردار کا تعلق صرف دنیا تک ہے، مثلاً نماز جیسی اہم عبادت کا تعلق دنیا سے ہے دنیا میں نماز کی پابندی ہے وہی نماز آخرت میں ذریعہ نجات ہوگی۔ جب انسان کی روح قبض ہوئی وہ سلسلہ کٹ گیا، نماز پڑھنے پر جو ثواب اور اجر ملنے تھے ان کا رجسٹر بند ہوا۔ گویا بینک میں ایک کھاتہ دار کی رقم جمع کرنے کی کھڑکی اس وقت تک کھلی رہتی ہے جب تک وہ زندہ اور رقم جمع کرتا رہے۔ جب اس کی روح قفسِ عصری سے پرواز کر جائے اس کی وہ کھڑکی بھی بند ہو جاتی ہے کیونکہ رقم جمع کرنے والا نہ رہا تو اس کی رقم جمع کرنے کا سوال ہی نہ رہا۔ موت کے بعد اعمال منقطع ہو جاتے ہیں:

یہی کیفیت روزوں، حج و دیگر عبادات کی ہے کہ یہ تب وسیلہ آخرت بنتے ہیں جب دنیا (جو کہ عمل کی جگہ ہے) میں کئے جائیں۔ کیونکہ اس کے بعد جو مرحلہ عالم برزخ سے شروع ہوتا ہے۔ عالم برزخ جس کا ظہور قبر کی صورت میں ہوتا ہے یہی آخرت کی وہ پہلی میز می ہے کہ جس کے قدم خدا نخواستہ یہاں ڈمکا گئے اس کے نصیب میں پھر ذلت و خواری ہے اور جس نے اس موقع پر شیطان سے بچ کر رحمان کی رضامندی کا ثبوت دیا اس کے لئے قبر و روضۂ من

ریاض الحجۃ کا مصداق بن کر مڑوں پر مڑے کرے گا۔ خلاصہ یہ کہ عمل کرنے کا سلسلہ عزرائیل کے انسانی روح قبضہ میں لینے کے بعد منقطع ہوا۔ اب آگے نئے عالم سے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے نتائج کا سامنا کرنا ہے۔

تین خوش نصیب مسلمان:

اسکے باوجود دنیا کے کھربوں کروڑوں انسانوں میں سے تین قسم کے ایسے خوش قسمت مسلمانوں کی ہے جن کے اعمال حسنة کی کھڑکی موت کے بعد بھی کھلی رہے گی۔ جن کا ذکر خطبہ کے ابتداء حدیث طیبہ کی صورت میں بیان کر چکا ہوں۔ جس میں پہلا ذکر صدقہ جاریہ کا ہے۔ ایسے صدقات جن کا اجر موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ قرآن و حدیث میں انکا ذکر کثرت موجود ہے۔ یہاں ان کی تعداد بیان کرنا مقصود نہیں، صرف بطور مثال ایک دو صدقات کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔ جیسے ایک شخص اللہ کی خوشنودی کیلئے مسجد بنائے یا مسجد کی تعمیر میں حصہ لے اس مسلمان کیلئے جنت میں اسی کے مثل مکان بنا دیتا ہے۔ نیز جب تک یہ مسجد موجود ہے انیس جو عبادات ہو رہی ہیں جتنے نمازی نماز ادا کرتے ہیں ان عبادات اور نمازیوں کے امور میں یہ مرنے والا نیک بخت بھی شریک اور بعد از مرگ اسے برابر بدلہ مل رہا ہے۔

وہ اعمال جو صدقہ جاریہ بن جاتے ہیں:

حضروا کریم ﷺ کا فرمان ہے: عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من مسلم یغرس غرسا الا کان ما اکل منه صدقہ، وما سرق منه له صدقہ، وما اکل السبع منه فهو له صدقہ ولا یرزؤہ احد الا کان له صدقہ (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جس مسلمان نے درخت لگایا، پھر اس سے جتنا حصہ کھالیا جائے وہ درخت بونے والے کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے، اور جو اس میں سے چر لیا جائے وہ بھی اس مالک کیلئے صدقہ ہو جاتا ہے (اگر چہ چور چوری کر کے لے گیا، مگر مالک کے لئے وہ بھی صدقہ بن کر اجر کا ذریعہ بن گیا) اور جو کچھ اس سے درندے کھا جاتے ہیں وہ مالک کے لئے صدقہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اگر اس سے پرندے کچھ کھا لیتے ہیں وہ بھی درخت لگانے والے کے حق میں صدقہ بن جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو کوئی اس درخت سے کچھ لیکر اسے کم کر دیتا ہے وہ اس درخت کے مالک کے لئے اس کے صدقات کے نامہ اعمال بھی لکھ دیئے جاتے ہیں۔

سایہ کا اہتمام صدقہ جاریہ ہے:

یہاں یہ بھی یاد رکھیں اگر کسی مسلمان نے کسی ایسی جگہ درخت لگائے جہاں لوگوں کیلئے سورج کی گرمی سے بچنے کیلئے سایہ کا بندوبست نہ ہو لوگ آرام یا اپنے حوائج کیلئے اس سایہ دار درخت کے نیچے ٹھہر کر اطمینان و سکون حاصل کرتے ہیں۔ یا ایسے جگہ جہاں لوگوں کو پانی جیسی اہم ضرورت کے حصول میں پریشانی اور مشکل درپیش ہو اپنے طرف

سے کنویں کا بندوبست کرنے، کسی مدرسہ اور دینی ادارہ جہاں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات و تعلیمات کے پھیلانے کا مشغلہ جاری ہو، اس کے تعمیر، طلباء کی ضروریات وغیرہ میں اپنے حلال کمائی سے حصہ دار بن جائے۔ جب تک یہ میوہ دار سایہ دینے والا درخت، لوگوں یا حیوانات سے پیاس بجھانے کا ذریعہ اور ادارہ جس میں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ اس کا خیر کرنے والے کو اس کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی اجر و ثواب کا اس کے کھاتے میں جمع ہونے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

صدقہ جاریہ سات سو گنا تک بڑھ جاتا ہے:

اعمال صالحہ میں صدقات کو رب کائنات اور رحمۃ دو عالم ﷺ نے ایسی نیکی قرار دیا جس کے اجر و ثواب مسلسل بڑھتے رہتے ہیں۔ جو کئی کئی گنا تک پہنچ جاتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

وعن ابی امامۃ قال قال ابوذر یا نبی اللہ اراء یت الصدقة ماذا هی قال اضعاف مضاعفه وعند اللہ المزید (رواہ احمد)

ترجمہ: ”حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتادیجئے کہ صدقہ کا ثواب کتنا ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا ثواب کئی کئی گنا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہے۔“
احادیث میں کئی گنا کی مقدار دس گنا سے سات سو گنا تک معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ رب العالمین کے اس فرمان کہ والسلف یضاعف لمن یشاء اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ جیسے اس کی رحمت و کرم کی کوئی انتہا اور کنارہ نہیں۔

اسی طرح اس کی شان رحیمانہ سے بھی بعید نہیں کہ وہ صدقہ کے بدلہ کو ہزاروں بلکہ لاکھوں سے بھی بڑھا دے۔ اسکی شان تو ایسی عجیب اور نرالی ہے کہ رحمۃ للعالمین کے ارشاد کے مطابق جو مسلمان اپنے پیوی بچوں والدین اعزہ و اقرباء پر جو کچھ خرچ کرتا ہے اس میں اگر ثواب کی نیت کرے (کہ اس عمل میں بھی اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی خوشنودی مراد ہو) یہ اخراجات اس کے حق میں صدقات بن جاتے ہیں۔ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہر وہ عمل جس کا دین کیساتھ ٹھکراؤ نہ ہو بظاہر غیر عبادت ہوتے ہوئے بھی اگر اس میں نیت اللہ کی رضا کا ہو تو وہ عبادت بن جاتا ہے مسلمانوں کی بد قسمتی نہیں تو اور کیا کہا جائے کہ رحمت و شفقت سے بھرپور اس آسان دین کو بھی اپنے شقاوت قلبی کیوجہ سے ناقابل عمل اور مشکل سمجھ کر غفلت کے راستے اختیار کر لئے۔

علم اور عمل صالح صدقہ جاریہ ہیں:

دوسرا عمل جس کا اجر موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ وہ عالم جس نے علوم ربانی خلوص نیت سے حاصل کر کے خود بھی اس پر عمل کرتا رہا، اور ان علوم کو صرف اپنے آپ تک محدود رکھنے کی بجائے اپنی زندگی ہی میں اسے مزید

پھیلا کر اور مسلمانوں کو بھی ان سے فیضیاب ہونے اور نفع حاصل کرنے کے مواقع میسر فرمائے۔ ایسے علم کا حاصل ہونا اللہ کا وہ کرم اور احسان ہے جس کا تمام عمر سر بسجود رہ کر بھی شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں۔ مالک الملک کا ارشاد ہے:

من یرد اللہ بہ خیراً یفقه فی الدین یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔ یہ تب ہے جب اس علم کو اوروں تک پہنچائے۔ ورنہ ارشاد نبوی کے مطابق یہی وبال جان بھی بن سکتا ہے فرمایا کہ جس سے کوئی دین کی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو نہ بتائے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائیگی، گویا ایسا علم، علم نافع ہی نہیں، علوم و فنون کے ڈھیر سارے کتب پڑھ کر جائز و ناجائز کے درمیان امتیاز صرف اس وجہ سے نہ ہو کہ رسم و رواج کا خوف یا نفس امارہ بالسوء کی پیروی مقصود ہو تو اس عالم کو عالم اور علم کو علم کہنا عالم و عمل کی بے حرمتی اور توہین ہے۔

والدین سے حسن سلوک:

تیسرا عمل جو والدین کے لئے بعد از مرگ بھی نفع پہنچاتا ہے وہ یہ کہ انکی وفات کے بعد بھی انکی بخشش کی دعائیں کی جائیں۔ والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں کئی خطبات میں قرآن و احادیث کی روشنی میں تاکیدات اور اسیر مرتب ہونے والے درجات کا آپ سنتے رہتے ہیں: ارشاد باری ہے:

وقضی ربک اللہ تعبدوا الا اباہ و باالوالدین احساناً.

ترجمہ: اور تیرے رب کا حکم ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور والدین کے ساتھ بہترین سلوک کیا کرو۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے:

ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر فرمایا کہ تو میری اور اپنے والدین کی شکرگزاری پر عمل کرتے رہو۔ (ایک دن تم کو) میری ہی طرف واپس لوٹ کر آتا ہے۔

محترم حضرات واپس لوٹنے کا مطلب یہ کہ جب روز قیامت چھوٹے سے چھوٹے عمل کی جواب دہی ہوگی وہاں ان دو حکموں کی ادائیگی پر سخت باز پرس ہوگی۔

والدین کیلئے دعائے مغفرت کا اہتمام:

جہاں قرآن و حدیث میں والدین کے حقوق و آداب کا ذکر ہے اس سے صرف یہ نہ سمجھا جائے کہ احکامات و حقوق کا تعلق صرف ان کی زندگی تک ہے موت کے بعد ختم۔ یہ نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ جب اولاد اپنے لئے دعا کرے تو والدین کے لئے مغفرت کرنا بھی ان کے حقوق میں شامل ہے۔ قرآن کریم میں آپ نے حضرت نوح کی والدین کے لئے دعا رب اغفر لی ولوالدی کی صورت میں پڑھی ہوگی۔ کہ اے میرے رب میری بخشش فرما اور میرے والدین کی بھی مغفرت میں اپنے آپ کو پہلے اور والدین کو بعد میں ذکر کرو گے یعنی اسرار و رموز میں اس عظیم کلام کے خالق

والدک رب العالمین ہی بہتر جان سکتے ہیں مگر بزرگوں نے امکان کی حد تک جو جو بات ذکر فرمائے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جب پہلے دعا کرنے والا خود بخشش پا کر گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے تو اسکے بعد دوسرے کیلئے دعا بھی قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے، گویا اس اپنے آپ کو آگے اور والدین کو بعد میں ذکر کرنے میں بھی ان کی فوقیت اور عظمت کا اشارہ ہے، اسی انداز میں دعائیں سب مسلمانوں کے روحانی جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بھی فرمائی۔ جو قرآن مجید میں ذکر ہے۔

ربنا اغفر لی ولوالدی واللمومنین یوم یقوم الحساب

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے بخش دے، اور میرے ماں باپ کو بھی حساب کتاب (یعنی) قیامت کے دن۔ ہمارے لئے غور کرنے کا مقام کہ اللہ کے اولوالعزم اور محبوب ترین انبیاء کرام جب اپنے ادعیہ میں ہر وقت اپنے مجازی پالنے والوں کو التزام سے یاد فرماتے ہیں تو ہم جیسے گناہ گار جن سے ہزاروں موقعوں پر والدین کی نافرمانی اور گستاخی کرنے کے امکانات موجود ہیں۔ کیا ہمیں زیب دیتا ہے کہ ان کو اپنے دعاؤں میں بھلا دیں۔ والدین کیلئے دعا کی نعمت سے محروم تک دست رہیں گے:

علماء نے بعض صحابہ کے واسطے سے حضور کا یہی ارشاد ذکر فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اولاد والدین کیلئے دعا کرنے کی نعمت سے محروم ہو وہ ہمیشہ تنگ دستی کا شکار رہتے ہیں۔ نیز جس کے والدین اس دارقانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہو چکیں ہوں اور والدین ان سے ناراضگی کی کیفیت میں جدا ہوئے تو ان کو تین اعمال سے راضی کیا جاسکتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ خود ایسے سیرت اور اعمال پر کار بند ہوں جو شریعت مطہرہ کے مطابق ہوں، دوم یہ کہ والدین کے رشتہ داروں، دوستوں سے ناطہ توڑنے کی بجائے مزید مضبوط کرے، سوم یہ کہ اپنے والدین کیلئے مغفرت کی دعاؤں پر کار بند رہے، مرنے کے بعد جو اعمال باقی و جاری رہتے ہیں ان میں ایک یہی نیک و بار کردار اولاد جو تمام زندگی والدین کے بخشش و رفع درجات کے لئے دعا گو ہے، بھی شامل ہے گفتگو کا سلسلہ طویل ہوا۔ اب تین قسم کے صدقات جاریہ بالخصوص نیک و عالم اولاد جو والدین کے دل کا قراڑ آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ دنیا میں بھی ثابت ہو جائے اور والدین کے فوت ہونے کے بعد ان کے لئے صدقات جاریہ ثابت ہوں اس کے لئے ماں باپ کو زندگی ہی میں کیا کیا شرعی اصول و راستے اپنانے ہیں، ان شاء اللہ اگر زندگی باقی رہی تو اگلے جمعہ کو ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

رب ذوالمنن مجھے اور آپ سب کو صحیح سمت اور شریعت مطہرہ کے مطابق اولاد کی تربیت اور سیرت کی

سنوارنے کی استطاعت سے مالا مال فرمادیں۔ (آمین)